در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ
بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۳۶ جلد نمبر ۳

۱۶ اپریل ۱۹۹۴ء ۴ ذیقعد ۱۴۱۴ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۲
۲	سید حسن ہمارا	سید شبیر احمد شاہ اسد	۳
۳	میرا پیارا شبیر	سید فرمان شاہ قادری	۴
۴	اشاعت اسلام اور ابوالبرکات		
-	حضرت سید حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ	سید محمد انور شاہ قادری	۷
۵	تحریک صیہونیت	سائرہ اورکزئی	۱۴
۶	استفتاء مع الجواب	مفتی خلیل الرحمن صاحب قادری	۱۹
۷	تفسیر قرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۲۶
۸	انوار علی المرتضیٰ	مدیر اعلیٰ	۲۹
۹	سیر السلوک الیٰ ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۳۱

قیمت :- ۶ روپے

ہوش ربا گرانی

مدیرِ اعلیٰ

گذشتہ سال عبوری حکومت کے بعض ظالمانہ اور غیر ذمہ دارانہ اقدامات کے باعث پاکستانی معیشت کو سخت مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ ایک طرف اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ کیا گیا تو دوسری طرف پاکستانی روپے کی قیمت کو کم کر کے اہلِ پاکستان کی قوتِ خرید کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا گیا جس کے باعث کروڑوں غریب عوام کے لئے دو وقت کا کھانا جوئے شیر لانے سے زیادہ مشکل ہو گیا۔ بہرحال الیکشن کے بعد جمہوری حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد اہلِ وطن کے دلوں میں اُمیدوں کے چراغ ٹمٹمانے لگے کہ منتخب عوامی حکومت مہنگائی کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے بھرپور اقدامات کرے گی اور غیر منتخب اربابِ اختیار کی شاہ خرچیوں کی بدولت ہوش ربا گرانی کے جس بوجھ نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے اس سے انھیں نجات دلائے گی لیکن اچانک آٹے کی قیمت میں اضافے کی سرکاری خبر سے ان کے ہوش و حواس اڑ گئے اور مہنگائی کی جس بلا سے وہ چھٹکارا حاصل کرنے کی آس لگائے بیٹھے تھے اس پر پانی پھر گیا۔ وہ چیخ اٹھے کہ یہ تو پاکستان میں غریبوں کو زندہ درگور کرنے کے مترادف ہے۔ دوسری طرف حکومتی حلقے اس کے جواز میں زمین آسمان کے قلابے ملانے لگے لیکن ان حالات میں ہم اربابِ اقتدار سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ اپنے اس حکم کی تاویلات کی بجائے عوام پر اس کے پڑنے والے اثرات کا جائزہ لیں اور ہوش ربا گرانی کے خطرناک دیو سے غریب عوام کو نجات دلائیں تاکہ اس ملک میں غریبوں کو بھی رہنے کا حق مل سکے۔

میں مزید کسی قسم کی تاخیر نہیں کرنی چاہئیے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حکومتِ پاکستان اپنے فرائض کی ادائیگی میں کسی قسم کی غفلت نہیں برتے گی۔

"فلسطینیوں کا بہیمانہ قتل"

فلسطینی مسلمان گزشتہ نصف صدی سے یہودی درندوں کے ہاتھوں ظلم وستم کا شکار ہیں، اور پانی کی طرح ان کا خون بہایا جارہا ہے، لیکن گذشتہ جمعۃ المبارک کو ایک یہودی نے مسجد ابراہیمی کے اندر گھس کر عین نماز کی حالت میں نمازیوں پر اندھا دھند فائرنگ کھول دی، سفاک قاتل نے رائفل کو بار بار لوڈ کیا جس کے نتیجے میں تقریباً سو فلسطینی شہید اور تین سو زخمی ہوگئے، یہ واقعہ اسرائیلی فوجیوں کی موجودگی میں پیش آیا، لیکن ان بدبختوں نے اس کو روکنے کی زحمت گوارا نہ کی، اس سنگین اور دردناک سانحے سے تمام عالم اسلام میں غم واندوہ کی ایک لہر دوڑ گئی، لیکن اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کے نام نہاد علم برداروں نے اسرائیل کی مذمت کرنا بھی گوارا نہیں کیا،

اور اگر یہی واقعہ کسی مسلمان ملک میں غیر مسلم اقلیت کیساتھ پیش آیا ہوتا، تو اب تک اُسے دہشت گرد قرار دیکر اسکی ناکہ بندی کردی جاتی، لیکن اس وقت ساری دُنیا میں جس بے دردی سے مسلمانوں کا خون بہایا جارہا ہے، خصوصاً فلسطین، بوسنیا، اور کشمیر میں مسلمانوں پر جو انسانیت سوز مظالم توڑے جارہے ہیں، اور ان کی نسل کشی کی جارہی ہے، تو اس پر یورپ وامریکہ کی لونڈی اقوام متحدہ نے مسلسل چپ اختیار کررکھی ہے، لہٰذا اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہوکر متحد ہوجائیں اور مقبوضہ ممالک میں مسلم اقلیت کے خلاف ڈھائے جانیوالے بے پناہ مظالم کو ختم کروانے کیلئے عملی اقدامات بروئے کار لائیں، اور امریکہ یا اقوام متحدہ سے کسی خیر یا بھلائی کی توقع نہ رکھیں کیونکہ انکا کردار ایک کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے آچکا ہے۔

جمعیتِ سادات کا تیرہواں اور چودہواں اجلاس

رپورٹ : سیّد فرمان شاہ قادری بخاری
ایم اے سیاسیات، ایم اے تاریخ

جمعیت سادات کا تیرواں ماہانہ اجلاس 25 مارچ 1994ء بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز عصر سید فیاض علی شاہ صاحب کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا جسکی صدارت آغہ سیّد نادر شاہ صاحب نے کی۔ سیّد ماجد علی شاہ صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ سید انور شاہ قادری نے تلاوتِ کلام پاک سے آغاز کیا۔ جناب سید مبشرالحسن صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ اور جمعیتِ سادات کے کنوینیر جناب سید لیاقت علی شاہ صاحب نے گذشتہ ماہ کی رپورٹ پیش کی نیز جمعیتِ سادات کے سالانہ کنونشن پر روشنی ڈالی جو 29 اپریل 1994 کو جمعۃ المبارک کے دن نشترہال میں ہوگا۔ اس کنونشن کی دو نشستیں ہونگی۔ پہلی نشست صبح 9 بجے سے 12 بجے تک شیخ الحدیث حضرت علامہ سید محمد ایوب جان صاحب بنوری مہتمم دارالعلوم سرحد کی صدارت میں ہوگی جبکہ دوسری نشست حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی سجادہ نشین یکہ توت شریف پشاور کی صدارت میں اڑھائی تا 5 بجے تک ہوگی۔ حاضرین کے لئے نمازِ جمعہ، ظہرانے اور عصرانے کا اہتمام بھی ہوگا۔ اس میں بھرپور شرکت کے لئے تمام سادات کرام سے اپیل بھی کی گئی۔

اس اجلاس سے جناب سید ظفر علی شاہ صاحب ممبر قومی اسمبلی، جناب سید قمر عباس صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کے علاوہ سید جاوید حسن شاہ صاحب، سید سلطان حسین شاہ صاحب، سید بہادر علی شاہ صاحب، جناب سید تاج میر صاحب کے علاوہ ڈیرہ اسماعیل کے نمائندے جناب ڈاکٹر سید ناصر نقوی صاحب نے بھی خطاب کیا۔ اور کنونشن کے سلسلے میں مفید تجاویز پیش کیں۔ نیز جمعیتِ سادات کے کنوینیر سید لیاقت علی شاہ صاحب گیلانی نے فرمایا کہ جمعیتِ سادات کی

میرا پیارا شہر

تجاوزات کی بھرمار

از رحیم بخش طارق

آج کل پشاور شہر ناجائز تعمیرات و تجاوزات کی زد میں ہے۔ کسی بازار یا چوک کی طرف جائیے۔ کھوے سے کھوا چھلتا نظر آتا ہے۔ پشاور شہر پر دیہاتوں و پہاڑوں کے باشندوں کی یلغار ہے۔ علاوہ ازیں افغان مہاجرین کی وجہ سے بھی دباؤ پڑا۔ تجاوزات کا مسئلہ تو تمام پاکستان میں پھیلا ہوا ہے۔ لیکن پشاور شہر میں کچھ حد سے زیادہ ہی ہے۔ اسی وجہ سے جابجا ریڑھی والوں اور چھابڑی فروشوں کا رش رہتا ہے۔
اور اب تو فٹ پاتھ مکمل دکانوں کی صورت میں نظر آرہے ہیں سوئیکارنو چوک میں گرم جرسیوں و تکہ فروشوں نے فٹ پاتھ گھیر رکھا ہے۔ ستم ظریفی ملاحظہ کریں۔ کہ یہ لوگ آپس میں اس قدر مل کر بیٹھے نظر آتے ہیں۔ کہ یہاں سے گزرنا محال ہے۔ یعنی آپ سڑک کی طرف سے آئیں، تو فٹ پاتھ پار کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اسی طرح خیبر بازار اور قصہ خوانی کا حال ہے۔ بلکہ اب تو قصہ خوانی بازار میں یک طرفہ ٹریفک کی خلاف ورزیاں عام ہیں۔
جناح پارک سے آسامائی دروازے تک دونوں طرف فٹ پاتھ کی تعمیر جاری ہے۔ مگر دورانِ تعمیر بھی فروٹ بیچنے والے اور تکہ فروشوں کا قبضہ بحال ہے۔ چائے بنانے والوں نے فٹ پاتھ پر ہی چولہا بنایا ہوا ہے۔ اندرونِ شہر بازار چیڑ کوبان سے منڈی بیری تک سڑک کے کنارے ریڑھی والوں کا قبضہ ہے۔ حتیٰ کہ یکہ توت دروازے کے پاس ایک صاحب چپلی کباب

اور کے سادات کرام کے وہ بچے اور بچیاں جو ہشتم تا دہم زیرِ تعلیم ہیں اور تعلیمی اخراجات پورے
رنے سے قاصر ہیں۔ تعلیمی وظائف کے لئے مرکزی دفتر میں 15 اپریل تک اپنی درخواستیں پہنچا
یں۔ نیز 22 اپریل بروزِ جمعہ مرکزی دفتر میں جنرل باڈی کا اجلاس ہوگا جس میں کنونشن کے
نتظامات کا جائزہ لیکر آخری شکل دی جائے گی۔

بقیہ صفحہ 18

ماخذ :

1۔ تاریخ بیت المقدس از ممتاز لیاقت

2۔ اسلام اور جدید ذہن کے شبہات از محمد قطب

3۔ O JERUSALEM
by LARRY COLLINS & DOMINIQUE LAPIERRE

اشاعتِ اسلام اور

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی ٹھٹوی ثم پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد انور شاہ قادری

لائبریرین گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن

گل بہار پشاور

اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام بنی نوع انسان کے لئے مبعوث فرمائے گئے۔ اسی لئے امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اسلام کے آفاقی پیغام کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچانے، گمراہی کو ختم کرنے اور نورِ ہدایت کو عام کرنے کا منصبِ جلیلہ بھی عطا ہوا جس کی نشاندہی قرآنِ حکیم نے ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمائی "وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ مراد کو پانے والے ہیں۔ آل عمران 3:104)۔

اس حکم خداوندی کی تعمیل و تکمیل کے امت مسلمہ کے مختلف طبقوں نے اپنے اپنے علم و فضل، عقل و دانش اور عزم و ہمت کے مطابق کوششیں کیں، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کے بعد اس کارِ خیر کی انجام دہی میں حضرات اولیائے کرام نے جس اخلاص و للّٰہیت، حکمت و دانائی، نظم و ضبط، جراءت و استقامت اور محنت و مشقت کا مظاہرہ کیا وہ اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

حضراتِ صوفیائے کرام کی تبلیغی مساعی جمیلہ کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ ان عظیم المرتبت ہستیوں نے اپنے علم و عمل اور اخلاق و کردار کو اسوہء حسنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت میں ایک دلکش نمونہ کے طور پر دنیا والوں کے سامنے پیش کیا۔ ایک طرف اہلِ اسلام کے دلوں پر پڑے ہوئے غفلت و ظلمت کے پردوں کو چاک کر کے انھیں معرفتِ الٰہی و حبِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منوّر کیا اور دوسری جانب ضلالت و گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتے

ہوئے غیر مسلموں کو نورِ ایمان سے بہرہ مند کیا۔ نیز اپنی صحبت میں روحانی تربیت سے آراستہ کرکے نفوسِ قدسیہ کی ایسی جماعتیں تیار فرمائیں جنہوں نے بعد میں اس مشن کو جاری رکھا۔

اولیائے کاملین کی اس پر خلوص جماعت کے چار سلاسل (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ) کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔ ان میں اول الذکر یعنی سلسلہ عالیہ قادریہ محبوبِ سبحانی، قندیلِ نورانی، غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ اقدس سے منسوب ہے، آپ کی پندرہویں پشت میں حضرت سید عبداللہ شاہ المعروف صحابی بابا رحمۃ اللہ علیہ 927ھ میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے سندھ تشریف لائے۔ آپ کا مزار فیض آثار ٹھٹھہ کے قبرستان مکلی میں مرجع خلائق ہے۔ ڈسٹرکٹ خطیب ٹھٹھہ علامہ طفیل احمد صاحب نقشبندی اپنی کتاب "تحفۃ الزائرین" میں تحریر فرماتے ہیں "عشاق والہانہ وابستگی کے باعث آپ کے دربار کو بغدادِ ثانی کہتے ہیں"۔ گویا اہلِ محبت حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ اقدس پر جو احوال و کیفیات ملاحظہ فرماتے ہیں وہی انوار و تجلیات انھیں یہاں پر بھی نصیب ہوجاتی ہیں۔

حضرت سید عبداللہ شاہ صحابی بابا رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے دو فرزند عطا فرمائے تھے۔ بڑے صاحبزادے کا اسمِ گرامی حضرت ابوالبرکات سید حسن بادشاہ صاحب قادری گیلانی المعروف میراں بادشاہ (1023 ۔ 1115ھ)، جبکہ چھوٹے کا نام حضرت سید شاہ فاضل صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (1029 ۔ 1117ھ) تھا، والد گرامی قدر کے انتقال کے بعد حضرت ابوالبرکات سید حسن بادشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سات سال تک سندھ کے جنگلوں اور صحراؤں میں عبادت و ریاضت کرتے رہے۔ بعد ازاں اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اشاعت و تبلیغِ اسلام کے لئے سفر پر روانہ ہوئے اور ہندوستان کے دور دراز مقامات پر پہنچ کر کفر و شرک اور بت پرستی کی آلودگی میں پھنسے ہوئے انسانوں کو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے روشناس فرما کر ایمان کی دولت سے مالا مال کیا۔

آپ جہاں بھی تشریف لے گئے وہاں پر نومسلموں کی تعلیم و تربیت کا خاطر خواہ اہتمام فرمایا۔ مساجد تعمیر کیں اور رشد و ہدایت کے سلسلے کے منظم طور جاری رکھنے کے لئے خلفاء کا تقرر فرمایا۔ صرف گجرات اور کاٹھیاواڑ کے مقام پر دو سو پچاس مساجد تعمیر کیں۔ ہر مسجد میں اپنے نائب مقرر فرمائے اور تمام علاقے کی دینی و روحانی رہنمائی کے لئے پانچ خلفاء کو مقرر فرمایا۔ یہاں پر

تبلیغِ اسلام کا کام ٹھوس بنیادوں پر استوار کرنے کے بعد آپ نے شاہ جہان آباد (دہلی) کا رخ کیا۔ یہاں پر آپ کو مختصر سے عرصے میں اس قدر قبولِ عام حاصل ہوا کہ تمام شہر امڈ پڑا اور لوگوں کا ازدحام اتنا بڑھ گیا کہ آپ کی عبادت کے اوقات میں خلل پڑنے لگا، نیز اکثر لوگ آکر آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوجاتے۔ آپ کو ان کی یہ غیر شرعی حرکت سخت ناگوار گزری اور وہاں سے دل اچاٹ ہوگیا۔ چنانچہ روحانی طور پر بارگاہ غوثیت سے رجوع کیا۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں پیش فرماتے، پھر وہاں سے جو ارشاد ہوتا اسی کے مطابق عمل کرتے۔ اس موقع پر آپ کو پشاور میں مستقل قیام فرمانے کا حکم ہوا۔

الغرض حسبِ ارشاد دہلی سے رختِ سفر باندھا اور لاہور پہنچے، حضرت میاں میر صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات فرمائی۔ لاہور میں دیگر علماء و مشائخ سے بھی ملے اور انھیں مستفیض فرمایا۔ پھر گجرات روانہ ہوئے اور حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب واپس ہونے لگے تو انہوں نے اجازت نہ دی اور چند دن قیام کی خواہش ظاہر کرتے ہوئے فرمایا "اے سیّد یہ صحبت غنیمت ہے کیونکہ پھر میسر نہیں۔ آپ کو اس جہان کی ولایت بخشی گئی ہے اور مجھے اس جہان طلب کیا گیا ہے"۔ کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد پوٹھوہار آئے تو یہاں پر حضرت سیّد شاہ عبداللطیف صاحب قادری المعروف بری امام سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور 1082ھ میں پشاور ورود فرمایا۔

پشاور پہنچنے کے بعد آپ نے شہر سے باہر کوہاٹ روڈ کے قریب ایک باغ میں ٹھہرے، جب آدھی رات گزر گئی تو حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور اپنے عصائے مبارک سے یہاں پر آپ کی رہائش گاہ، مسجد اور مرقد مبارک کے مقام کی نشاندہی فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ فکر نہ کریں تمام انتظامات خودبخود ہوجائیں گے۔ دوسرے دن صبح اطراف و جوانب سے جوق در جوق لوگ آنے لگے اور اس قدر عقیدت و محبت سے ملے گویا کہ عرصے سے شناسا ہوں۔ اس باغ کا مالک بھی آیا اور یہ باغ آپ کی نذر کردیا۔ دیگر وسائل بھی ازخود فراہم ہوتے چلے گئے اور آپ نے پشاور میں علم و عرفان کا ایک ایسا عظیم الشان مرکز قائم فرمایا جس کی نورانی شعاعیں سرزمین ہند سے نکل کا افغانستان کو بھی منور کرنے لگیں۔

یہ تشنگانِ علم کے لئے ایک ایسا تعلیمی ادارہ تھا جہاں انھیں علوم اسلامیہ کی تکمیل کے لئے تعلیم و تدریس اور کتب درسیہ کے علاوہ رہائش، خوراک اور لباس کی سہولتیں فراہم کی جاتی تھیں۔ فقراء و مساکین کے لئے ایسی پناہ گاہ تھی جہاں سے ان کے طعام و لباس کی ضرورتیں پوری ہوتی تھیں۔ اہلِ طریقت کے لئے ایک ایسی خانقاہ تھی جہاں انھیں سلوک و معرفت کے اسرار و رموز سکھائے جاتے، روحانی تربیت دی جاتی، ذکر و فکر اور حمد و نعت کی محافل کا انعقاد ہوتا۔ جبکہ اہلِ محبت کے لئے یہ مقام انوار و تجلیات کے مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ جمعۃ المبارک کی شب ذکرِ جہر اور نعت خوانی کا اہتمام فرماتے۔ جمعہ کی نماز تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ اس عرصے میں اگر کسی خوش نصیب پر نگاہِ التفات پڑجاتی تو وہ منزل ناسوت سے لاہوت میں پہنچ کر عارف باللہ ہوجاتا۔ اور جب کبھی جذب کی کیفیت کا غلبہ ہوتا تو نماز جمعہ کے بعد جب دائیں طرف سلام پھیرتے تو صف میں بیٹھے ہوئے نمازی ولایت کے مقام پر پہنچ جاتے جبکہ بائیں جانب والے مقتدی حافظ قرآن بن جاتے۔

جب اس باطنی کیفیت کا چرچا ہوا تو گجرات کے ایک بلند پایہ عالم دین، قاری حافظ عنایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آزمائش کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے اور کہنے لگے مجھ پر ایک ایسی ہی نگاہ ڈالیں۔ آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وقت آنے پر تمہارا مدعا پورا ہوجائے گا۔ وہ بڑے مباحثانہ انداز میں بولا "شما ابوالوقت اید پس قید وقت چگونہ فرمایند"۔ یعنی وقت تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تابع ہے لہذا آپ وقت کی قید کیوں لگا رہے ہیں۔ اس کی یہ بے باکانہ گفتگو سن کر آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کو جلال آگیا اور ایک ایسی نظر ڈالی کہ وہ رقص کرتا ہوا زمین سے فضا میں بلند ہوا، کپڑے پھاڑ ڈالے، مستانہ وار نعرے لگانے لگا اور آہ و زاری کرتا ہوا بے ہوش ہوگیا۔ خادموں نے اسے حجرے میں بند کردیا۔ نماز کے وقت اس کے کان میں "حیّ علی الصلوٰۃ" فرماتے تو وہ ہوش میں آتا نماز پڑھتا اور پھر بے ہوش ہوجاتا۔ تین دن کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس گئے اور توجہ فرمائی تو اسے ہوش آگیا۔ اٹھ کر قدموں پر گر پڑا اور معافی کا طلب گار ہوا۔ آپ کے دستِ اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کرکے یادِ الٰہی میں مصروف ہوگیا اور پھر سلوک و معرفت میں وہ مقام حاصل کیا کہ جب آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہ غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کچھ عرض کرنا پڑتا تو حافظ عنایت اللہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد

فرماتے، حافظ عنایت اللہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد فرماتے، حافظ صاحب حجرہ مبارک میں جاکر جنابِ سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں عرض کرتے اور بلاتاخیر جوابِ باصواب سے مستفید ہوکر مرشدِ ارشد کی خدمت میں پیش فرمادیتے۔ اور حافظ صاحب آپ کے خلیفہ مجاز قرار پائے۔

حضرت ابوالبرکات سیّد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے 1089ھ کو پشاور میں حافظ صاحب کو اپنا نائب مقرر فرماکر خود دعوت و تبلیغ دین کے لئے کشمیر کے سفر پر روانہ ہوئے۔ ہزارہ، دھمتوڑ اور پکھلی کے لوگوں کو اپنے فیوض و برکات سے مستفیض کرتے ہوئے 1091ھ میں کشمیر پہنچے اور سری نگر میں قیام فرمایا۔ پشاور کی طرز پر یہاں بھی دعوت و ارشاد اور لنگر کا سلسلہ شروع کیا۔ روزانہ چھ سو نادار و محتاج افراد کو آپ کے لنگر شریف سے خوراک و لباس فراہم کیا جاتا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے آپ کے دستِ اقدس پر توبہ کرکے گناہوں کو ترک کیا۔ بڑے بڑے علماء و مشائخ بھی مستفیض ہوئے جن میں خواجہ عبدالرحیم قادری، حضرت میر افضل صاحب اندرابی اور حضرت شاہ عنایت اللہ صاحب کشمیری کے نام نمایاں ہیں۔ جب واپسی کا ارادہ فرمایا تو ہزارہا عقیدت مند جمع ہوگئے اور التجا کرنے لگے کہ حضور ہمیں اپنے فیوض و برکات سے محروم نہ کریں۔ آخرکار لوگوں کے اصرار اور ذوق و شوق کو دیکھ کر ٹھہر گئے اور جنابِ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور متوجہ ہوئے۔ بارگاہِ غوثیت سے حکم ہوا کہ برادر اصغر سیّدنا فاضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں چھوڑ دو اور خود پشاور روانہ ہوجاؤ۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی کیا اور خود عازمِ پشاور ہوئے۔

کشمیر سے واپسی پر آپ افغانستان کے سفر پر روانہ ہوئے کیونکہ آپ کی شہرت افغانستان کے طول و عرض میں پھیل چکی تھی اور وہاں کے عقیدت مندوں کی انتہائی خواہش تھی کہ آپ وہاں قدم رنجہ فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے تین مرتبہ افغانستان کا سفر کیا۔ پہلی بار نو ماہ تک قیام فرمایا۔ سلسلہ دعوت و تبلیغ شروع کیا۔ ساتھ ہی لنگر بھی جاری فرمایا۔ عوام و خواص کے علاوہ علماء و مشائخ اور فقراء سے مل کر انھیں مستفیض کیا اور خود بھی ان سے مستفید ہوئے۔ اس عرصے میں کابل کا گورنر نواب امیر محمد خان جو شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا تھا قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا اور بیعت کرکے سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل ہوا۔ کئی دیگر امراء و وزراء بھی حلقہ ء ارادت میں داخل

ہوئے۔ آپ نے انھیں سنت نبوی پر عامل بنا کر غیر اسلامی رسم و رواج کے خلاف عملی جہاد کیا۔ دوسری مرتبہ جب آنجناب نے افغانستان کا سفر اختیار کیا تو پھر بھی نو ماہ تک وہاں قیام پذیر رہ کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ بڑے بڑے بدمعاش، بدکار اور ڈاکو آپ کے دستِ اقدس پر توبہ کر کے اخلاقِ حسنہ سے آراستہ ہوئے۔ تیسری دفعہ جب کابل پہنچے تو پندرہ روز تک قیام فرمایا تو اس عرصے میں صرف ایسے لوگوں سے ملے جو سلوک و معرفت کے متلاشی تھے۔ چنانچہ ان کی رہنمائی کر کے انھیں اعلیٰ مقامات تک پہنچایا اس عرصے میں آپ کی توجہ کاملہ کی بدولت راہِ سلوک کے بہت سے مسافروں نے معرفت الٰہی کا مقام حاصل کیا۔

الغرض آپ نے پشاور میں علم و عرفان کا جو عظیم الشان مرکز قائم فرمایا تھا۔ اس کی نورانی شعاعیں سرزمین ہند سے نکل کر افغانستان کو بھی منور کر رہی تھیں اور آپ کے زیرِ سایہ اس علمی و روحانی مرکز سے فیض یافتہ ہزاروں علماء و فضلاء نے ہندوستان و افغانستان کے مختلف شہروں، قصبوں، دیہاتوں جنگلوں اور صحراؤں میں پہنچ کر لوگوں کو توحید و رسالت کے پیغام کو عام کیا۔ ان برگزیدہ حضرات میں سے نابغہ روزگار ہستیوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں: محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث صاحب قادری، گیلانی شارح صحیح بخاری (لاہور)، عالم ربانی حضرت سیّد زین العابدین صاحب قادری گیلانی المعروف پیر وڈے (ہزارہ)، زینت الاصفیاء حضرت سیّد شاہ فاضل صاحب خانیاری (کشمیر)، زبدۃ العارفین حضرت علامہ سیّد عابد شاہ صاحب (کشمیر)، زبدۃ الاصفیاء حضرت سیّد میر شاکر شاہ صاحب (جہلم)، رئیس الاتقیاء حضرت سیّد شاہ میر صاحب (مظفر آباد)، شیخ الحدیث والتفسیر قاری حافظ حضرت علامہ مولانا مولوی عنایت اللہ صاحب (گجرات) اور علامہ ء عصر جناب مولوی عبدالحکیم صاحب (قندہار)۔ ان جلیل القدر علمائے مسترشدین نے اپنے علم و فضل، تقویٰ و طہارت، اخلاقِ حسنہ اور سلوک و معرفت سے ایک عالم کو منور کیا۔ آپ نے کفر و شرک کے اندھیروں کو ختم کرنے اور اہلِ اسلام کو پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و اطاعت سے سرشار کرنے کے لئے پشاور میں جو سلسلہ ء رشد وہدایت شروع کیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج بھی جاری ہے اور آپ کے سجادہ نشین بقیۃ السلف، حجۃ الخلف حضرت علامہ سیّد محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی کی ذاتِ اقدس کو مینارہ نور کی حیثیت حاصل ہے۔ اس پیرانہ سالی میں بھی تبلیغ اسلام اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی ترویج و اشاعت کا کام آپ جس لگن، جوش اور ولولے

سے سرانجام دے رہے ہیں وہ لائقِ تحسین اور قابلِ رشک ہے۔

کتابیات :

1۔ سید غلام شاہ قادری گیلانی، "خوارق عادات" فارسی (قلمی)۔

2۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، "خوارق عادات" (اردو ترجمہ) مکتبہ الحسن پشاور۔ 1983ء ص 92۔

3۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، "تذکرہءِ علماء و مشائخِ سرحد" مکتبہ الحسن پشاور۔ ج 1، ص 291۔

4۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، "تذکرہ مشائخِ قادریہ حسنیہ" مکتبہ فیضان پشاور۔ 1991ء ص 168۔

5۔ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی، "تذکرہ سیدنا شاہ عبداللہ صحابی بابا" مکتبہ الحسن پشاور۔ 1990ء، ص 30۔

6۔ ابوالحسنات سید احمد قادری، "الارشادات" اردو ترجمہ "خوارق عادات"، مکتبہ الحسن پشاور 1992ء ص 40۔

7۔ ڈاکٹر ام سلمیٰ گیلانی، "محدثِ کبیر شاہ محمد غوث کی دینی و علمی خدمات" مکتبہ الحسن پشاور 1990ء ص 362۔

8۔ اعجاز الحق قدوسی، "تذکرہ صوفیائے سرحد" مرکزی اردو بورڈ لاہور 1966ء۔ ص 680۔

9۔ طفیل احمد، "تحفۃ الزائرین" 1988ء، ص 400۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

تحریکِ صیہونیت اور عالمِ اسلام

سائرہ اورکزئی پشاور

ان حساس جانوں کے نام
جو باطل کو مٹانے کے لئے سربکف ہو جاتے ہیں

صیہونی کانفرنسیں : اس اعلان کے ساتھ ہی یہودی پوری دنیا سے فلسطین آنا شروع ہو گئے۔ 1925 میں مشرقِ وسطیٰ میں کانفرنس بلائی گئی جس میں چرچل بھی شریک تھا۔ یہاں پر ڈاکٹر وزمین نے اپنے قومی وطن کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اسرائیلوں کے لئے فلسطین ایسا ہی ہے جیسا کہ انگریزوں کے لئے انگلستان"

دسمبر 1946 میں ڈاکٹر وزمین کی زیرِ صدارت بیسل میں بائیسویں صیہونی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں بن گورین نے تجویز کیا کہ صیہونی جدوجہد اس وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک فلسطین میں یہودی قومی وطن نہیں بن جاتا۔

اقوامِ متحدہ میں یہودی ریاست کے قیام کی قرارداد : اس مرحلے پر برطانیہ نے فروری 1947 کو فلسطین کا مسئلہ اقوامِ متحدہ میں پیش کر دیا گیا اور فلسطین میں یہودیوں کے قومی وطن قائم کرنے کے لئے ووٹنگ کا مطالبہ کیا۔ اس قرارداد کے حق میں 33 ووٹ اور مخالفت میں صرف 13 ووٹ ملے۔ یہ سادہ ترین اکثریت ہے جو قرارداد کے پاس کرانے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

امریکہ، روس اور برطانیہ کا کردار : اس قرارداد کے حق میں ووٹ ڈلوانے کے لئے امریکہ، روس اور برطانیہ نے ہیٹی، رائبریا اور فلپائن کو شدید نتائج کی دھمکیاں دے کر اپنے حق میں ووٹ دلوایا اور یوں فلسطین پر اسرائیل اپنا قومی وطن بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس بارے میں جیمز فورسٹال (JAMES FORSTAL) اپنی ڈائری میں لکھتا ہے۔

"اس معاملے میں دوسری اقوام پر جو دباؤ ڈالے گئے اور ووٹ دینے پر مجبور کرنے کے لئے جو طریقے استعمال کئے گئے وہ شرمناک کارروائی کی حد تک پہنچے ہوئے تھے۔"

اقوامِ متحدہ کی نقاب کشائی: نیویارک کا ایک وکیل اپنی کتاب "یہودی دنیا پر حکمران ہیں" میں لکھتا ہے۔

"اقوامِ متحدہ بجائے خود یہود کی وہ عالمی مملکت ہے جس کا خواب یہود کے عظیم رہنماؤں نے پروٹوکال میں دیکھا تھا۔"

اسرائیل کا قیام اور مسلمانوں کا قتلِ عام: قرارداد کا اعلان ہوتے ہی مسلح یہودیوں نے مسلمانوں کا قتلِ عام شروع کردیا۔ عرب عورتوں کا برہنہ جلوس نکالا گیا۔ 70 ہزار مسلمان شہید اور تین لاکھ بے گھر ہوئے۔ جب اقوامِ متحدہ کی خصوصی کمیٹی نے قرارداد کو ناقابلِ عمل قرار دیا تو روسی نمائندہ نے اس قرارداد کے حق میں زبردست تقریر کی اور اس کے بعد امریکہ بھی اس میں شامل ہوگیا۔ 14 مئی 1948 کو برطانیہ نے واشنگٹن ٹائم کے مطابق رات چھ بجے فلسطین سے دستبردار ہونے کا اعلان کیا۔ چھ بجکر ایک منٹ پر تل ابیب میں اسرائیل کے قیام کا اعلان کردیا گیا۔ دس منٹ بعد امریکہ اور پندرہ منٹ بعد روس نے اسے تسلیم کرلیا۔ پندہ مئی کو اسلحہ سے بھرے ہوئے بحری جہاز حیفہ کی بندرگاہ پر پہنچ گئے اور یہودیوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا۔ 20 ہزار عرب القدس میں پناہ گزین تھے۔ اخوان المسلمین کے پاس پرانا اسلحہ تھا جو ختم ہورہا تھا۔ انہوں نے جنرل گلب پاشا سے مدد مانگی مگر اس نے سیاسی وجوہ کی بناء پر انکار کردیا۔ آخر کار اخوان دستوں کے قائد نے کہا۔

"یہودی ہماری لاشوں سے گزر کر ہی بیت المقدس میں داخل ہوںگے۔"

جنگ ساری رات جاری رہی اور صبح تک یہودی پسپا ہونا شروع ہوئے۔ آٹھ جولائی کو یہودیوں نے دوبارہ حملہ کردیا اور سوائے قدیم شہر کے تمام القدس پر قبضہ کرلیا۔ اس کے ساتھ ہی تمام مغربی ممالک نے اپنے سفارتی مشن القدس میں بھجوا دیے۔

مسجدِ اقصیٰ میں آخری اذان: 7 جون 1967ء عالم اسلام کے لئے ایک المناک ترین دن تھا۔ اس دن مسجدِ اقصیٰ میں آخری بار اذان سنائی دی۔ اس دن اسرائیلی فوجیں القدس میں داخل ہوگئیں۔ عرب فوجیوں اور عام شہریوں نے القدس پر اپنی جانیں نچھاور کردیں۔ مگر آخرکار دو گھنٹے بعد مزاحمت

ختم ہو گئی۔ مسجدِ اقصیٰ کے سامنے مسلمانوں کی لاشوں کا ڈھیر لگ گیا۔

یہودیوں کی سفاکی اور شقی القلبی : یہودی جوتوں اور کتوں سمیت القدس میں داخل ہوئے۔ حرم شریف میں رقص و سرور اور غیر اخلاقی حرکات کے شرمناک مظاہرے ہوئے۔ ایک ہفتے کے اندر اندر ابراق شریف کے سامنے والے چوک کی ایک مسجد اور ایک سو پینتیس (135) عمارتیں بم سے اڑا دی گئیں۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں شبِ معراج سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے راکب کو باندھا۔ اسے دیوارِ گریہ کہتے ہیں۔ 1969ء میں یہودیوں نے مسجدِ اقصیٰ کو آگ لگادی تاکہ وہ ہیکلِ سلیمانی تعمیر کر سکیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنی سرحدیں نیل سے فرات تک پھیلا سکیں۔ اسرائیل کے قیام کے بعد یہودیوں نے عبرانی زبان کو از سرِ نو زندہ کیا۔ اور صدیوں بعد نہایت کاوش سے عبرانی لغت کو مرتب کیا۔ لہٰذا ہبرو (HEBREW) اسرائیل کی سرکاری زبان قرار پائی۔

صیہونیت عالمِ اسلام کے لئے ایک چیلنج : صیہونیت کا یہ چیلنج جو عالمِ اسلام کو آج درپیش ہے اس کا مقابلہ صرف باہمی اتحاد کے ذریعے ہی کیا جاسکتا ہے۔ عالمِ اسلام کو عظیم نیو ورلڈ آرڈر اور صیہونی قوتوں کے مذموم عزائم کا مقابلہ کرنا ہے۔ آج اسرائیل عالمِ اسلام کے سینوں پر بیٹھ کر عالمِ اسلام کے لئے چیلنج بن چکا ہے۔ ستمبر 1993ء میں پی۔ ایل۔ او۔ اور اسرائیل کے درمیان امن معاہدے کے ذریعے امریکہ تمام مسلم ممالک پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ اسرائیل کو تسلیم کرلیں تاکہ ایک اور صیہونی منصوبہ کامیاب ہوجائے۔

مسلمانوں کے قتلِ عام پر اقوامِ متحدہ اور امریکہ کی شرمناک خاموشی : حال ہی میں مسجدِ الخلیل میں پینسٹھ (65) مسلمانوں کے قتلِ عام پر جس طرح تمام مغربی ممالک بشمول امریکہ نے خاموشی اختیار کی اور تین ہفتوں تک سلامتی کونسل میں قرارداد پر پس و پیش اختیار کیا اس سے ان منفی قوتوں کے عزائم کا صحیح طور پر اندازہ ہوتا ہے۔ یہ وہی سلامتی کونسل تھی جہاں عراق کے خلاف بارہ گھنٹے کے اندر اندر قرارداد منظور کی گئی تھی، عراق، ایران، لیبیا، شام اور سوڈان کو دہشت گرد قرار دیا مگر جب اسرائیل کی دہشت گردی کی مذمت کرنے کا وقت آیا تو تمام ممالک نے خاموشی اختیار کرلی۔ مسجد الخلیل کے اس المناک واقعہ پر جس طرح عالمِ اسلام نے خاموشی اختیار کی اس سے عالمِ اسلام کی بے حسی اور سرد مہری کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔

پاکستان کی اہمیت اور پاکستانیوں کی عربوں سے محبت : عالمِ اسلام کو آج جو مسائل

درپیش ہیں اور بین المسلمین اتحاد کی راہ میں جو رکاوٹیں ہیں ان کو دور کرنے کے لئے پاکستان اور پاکستانی قوم ایک نہایت اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی نے پاکستان کو ایک خاص مقصد کے لئے بنایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ افغان جہاد نے مسلمانوں کو جو عظیم تحفہ دیا ہے، وہ "فلسفہء شہادت" کا ہے۔ جس کا سہرا یقینی طور پر پاکستان کے سر پر بندھتا ہے۔ اگر آج ہم فرقہ پرستی اور دیگر تعصبات سے ہٹ کر عالمِ اسلام کو ایک ناقابلِ شکست طاقت بنا سکتے ہیں۔ پاکستانی قوم کی اس عظیم طاقت کا اندازہ صیہونی قوتوں کو بھی ہے جیسا کہ اسرائیلی وزیرِاعظم بن گورین نے صوبون یونیورسٹی پیرس میں 1967ء کو خطاب کرتے ہوئے کہا :-

> "اس وقت ہمارا سب سے بڑا دشمن پاکستان ہے۔ کیونکہ پاکستانی قوم عربوں سے بہت محبت کرتی ہے۔ اس لئے وہ ہم سے شدید نفرت کرتی ہے۔ اس لئے یہ ہمارا اولین نصب العین ہے کہ ہم عربوں کے اس محب کو تباہ و برباد کردیں۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم برصغیر کے ہندوؤں سے مل جائیں کیونکہ ہندو مسلمان سے نفرت کرتا ہے۔ ان ہندوؤں کیساتھ مل کر ہم عربوں کے اس محب کو تباہ کرنے کی سازش پر عمل درآمد کرسکتے ہیں۔"

عالمِ اسلام کی بیداری : اسلام کے احیاء کی جو کوششیں آج عالمِ اسلام میں ہورہی ہیں اس کو ختم کرنے کے لئے صیہونی قوتیں اپنا بھرپور زور لگا رہی ہیں۔ الجزائر، مصر، تیونس، مراکش اور دیگر مسلم ممالک میں اسلامی تحریک کے کارکنوں کو بھرپور تشدّد کا نشانہ صرف مغربی قوتوں کے اشارے پر بنایا جارہا ہے۔ ماضی میں یورپ مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگیں لڑتا رہا اور تاحال اسی مقدس جنگ میں مصروف ہے۔ الغرض جہاں تک مسلمانوں اور عالمِ اسلام کا تعلق ہے عالمی صورت حال میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اسلام کے احیاء کی کوششوں کے بارے میں استاد محمد قطب لکھتے ہیں۔

> "تحریک اسلامی کے کارکنوں نے جو راہ اختیار کی ہے وہ کوئی ٹھنڈی سڑک نہیں ہے۔ صدرِ اول کے مسلمانوں کی طرح ہمیں بھی آزمائشوں، ابتلا اور ایثار کے کٹھن اور جانگسل مراحل سے گزرنا ہے

تب کہیں جا کر ہم دنیا کو اسلام کی صداقت اور حقانیت پر مطمئن
کر سکیں گے کیونکہ اس راہ میں جو بھی کوششیں اور قربانیاں کی جاتی
ہیں وہ کبھی رائیگاں نہیں جاتیں، زمین و آسمان اس حقیقت پر گواہ
ہیں اور بیشک خدائے عظیم و بزرگ کا وعدہ سچا ہے۔"

الغرض غیر مسلم طاقتیں مسلمانوں کے اندر پیدا ہونے والی بیداری سے سخت خائف ہیں اور وہ انھیں سیاسی و معاشی اور فوجی و دفاعی طور پر اپنے شکنجے میں لینے کے علاوہ مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے ان میں انتشار پیدا کر رہی ہیں اور وہ مسلمانوں کے فرقہ وارانہ اختلافات کو ہوا دے کر انھیں آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کر رہی ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انھوں نے علماء کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں اور ان کے ذریعے امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر نفاق پیدا کر رہی ہیں۔ اس طرح ان کی قوت آپس میں ایک دوسرے کے خلاف استعمال ہو رہی ہے اور اگر مسلمان فرقہ وارانہ اختلافات کو چھوڑ کر ایک مرکز پر جمع ہو جائیں تو یہی قوت یہودیوں اور عیسائیوں کے خلاف استعمال ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ ایسا ہرگز نہیں ہونے دینگے اور ان کے ایجنٹ بھی مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع نہیں ہونے دیں گے۔ ان حالات میں ملک و ملت کا درد رکھنے والے علماء، فضلاء، دانشور، ادیب، شعراء، صحافیوں اور سیاسی جماعتوں کے قائدین پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلام کے ان اندرونی و بیرونی دشمنوں کی نشاندہی کریں اور قوم کو ان کے ناپاک ارادوں، منصوبوں اور سازشوں سے بچنے کی تلقین کریں، نیز ایسا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کریں کہ ۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے : نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاکِ کاشغر

(اقبال)

بقیہ صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں

استفتاء مع الجواب

حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمٰن صاحب قادری نقشبندی

علماء کرام کی خدمت میں استدعاء ہے کہ غوث کے بارے میں بالتفصیل وضاحت فرمادیں کہ غوث کس کو کہتے ہیں اور غوث کی عمر کتنی ہوتی ہے؟ بینوا توجروا؟

المستفتی

ماسٹر محبوب علی شاہ مقام کانگڑہ (15 ستمبر 1992)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واضح ہو کہ اصطلاح صوفیائے کرام میں لفظ غوث کا ذکر کہیں کہیں آتا ہے اور یہ لفظ اس شخص کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جو بہت بلند و ارفع مقام پر فائز ہوتا ہے۔ لفظ غوث کے معنی فریادرس کے ہیں۔ یعنی انکے علوّ مقام کی وجہ سے لوگ انکی طرف راغب ہوتے ہیں اور اپنے حوائج و مصائب انکے سامنے پیش کرتے ہیں۔ چونکہ اولیاء کرام کو اللہ تبارک تعالیٰ نے بہت طاقت اور اختیارات دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے اپنی مخلوق کے مصائب کو دور فرما دیتا ہے اس لئے ایسا ولی غوث کے نام سے مشہور ہوجاتا ہے۔ ویسے اکثر کتابوں میں اولیاء کا ذکر تو آیا ہے مگر غوث کا ذکر بہت کم ہوتا ہے۔ جیسے کہ ملاحظہ ہو:

واخرج السیوطی فی الجامع الصغیر، والسخاوی فی المقاصد عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما انہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خیار امتی فی کل قن خمسمائۃ، والابدال اربعون فلا الخمسمائۃ ینقصون ولا الاربعون کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ، رجلا آخر۔

ترجمہ: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع الصغیر اور علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مقاصد میں فرمایا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ہر زمانے میں بہترین اور پسندیدہ خلق پانچ سو اشخاص موجود رہتے ہیں اور چالیس ابدال رہتے ہیں۔ نہ تو

پانچ سو سے کم ہوتے ہیں اور نہ چالیس سے۔ اگر پانچ سو میں سے ایک وفات ہوجاتا ہے تو چالیس سے ایک ان میں داخل کیا جاتا ہے اور دوسرے اولیاء سے پھر چالیس کو پورا کیا جاتا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 1 ص 295) اور جلد 2 میں نقل ہے ملاحظہ ہو :

واعلم ان اللّٰہ تعالیٰ کما جعل فی امۃ موسیٰ من النقباء المختارین المرجوع الیھم عندالضرورۃ اثنی عشر کذلک جعل من کمال عنایتہ فی ھذہ الامۃ من النجباء البدلاء و اعزۃ الولیاء اربعین رجلا فی کل حال و زمان۔ کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام (یکون فی امتی اربعون علیٰ خلق ابراھیم علیہ السلام و سبعۃ علیٰ خلق عیسےٰ علیہ السلام و واحدۃ علیٰ خلقی) فھم علیٰ مراتب درجاتھم و مناصب مقاماتھم امنۃ ھذہ الامۃ بھم ترزقون و بھم تمطرون و بھم یرفع اللّٰہ البلاء۔ (تفسیر روح البیان جلد 2 ص 364)۔

ترجمہ : پس جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی امت میں بارہ نقیبوں کو جو پسندیدہ ء بارگاہ الٰہی تھے اور لوگ انکی طرف بوقت ضرورت رجوع کرتے تھے، مقرر فرمایا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت و کرم سے اس امت میں بھی چالیس ابدال اور انکے علاوہ دیگر باعزت اولیاء اور نجباء کو پیدا فرما کر مقرر فرمایا۔ جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہماری امت میں چالیس ابدال آدمی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت اور خلق پر ہونگے اور سات آدمی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی سیرت اور خلق ہونگے اور ایک ہمارے خُلق پر ہوگا۔ پس یہ سب اپنے اپنے مرتبوں پر فائز ہیں اور اپنے مناصب و مقامات پر جو اس امت کے امین ہیں ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ تم کو رزق دیتا ہے اور ان کی برکت سے تم پر بارش نازل ہوتی ہے اور ان کی برکت سے تم پر سے بلاء و مصیبت ٹالی جاتی ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 2 ص 364) اور اسی میں ہے۔ ملاحظہ ہو :

قال ابو عثمان المغربی رحمۃ اللّٰہ علیہ البدلاء اربعون والامناء سبعۃ والخلفاء من الائمۃ ثلاثۃ والواحد ھو القطب عارف بھم جمیعا و مشرف علیھم ولا یعرفہ احد ولا یشرف علیہ وھو امام الاولیاء الثلاثۃ الذین ھم الخلفاء من الائمۃ وھو یعرفھم و ھم لا یعرفونہ وھکذا الی آخرہ۔ کما فی التاویلات النجمیۃ۔ (تفسیر روح البیان جلد 2 ص 364)۔

ترجمہ : حضرت عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابدال چالیس ہیں اور اُمناء سات

ہیں اور خلفاء اماموں سے تین ہیں اور ایک قطب ہے۔ یہ قطب ان تمام پر مرتبہ میں ارفع و اعلیٰ ہے اور یہ قطب ان تمام سے باخبر ہے اور یہ سب قطب کو نہیں پہچانتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قطب کا درجہ تمام اولیاء پر فوقیت رکھتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ غوث قطب ہی کو کہا جاتا ہو۔ جیسے کہ مشارق الانوار کی عبارت سے ظاہر ہے۔ ملاحظہ ہو۔

واما الاقطاب بالمعنى الحقيقى فلا يكون منهم فى الزمان الا واحد و هو قطب الغوث اه'

مشارق الانوار جلد 1 ص 151۔

ترجمہ: لفظ قطب مختلف اصطلاحوں میں مستعمل ہے مگر وہ قطب جو جماعت اولیاء میں ارفع مقام پر فائز ہوتا ہے وہ ہر زمانہ میں صرف ایک ہی ہوا کرتا ہے اور وہی قطب غوث ہے۔ اس کتاب میں دوسری جگہ مرقوم ہے:

واما الغوث بالصف المشهور بين الصوفية لم يثبت

ترجمہ: اور وہ جو غوث مستقل طور پر صوفیاء کرام کی اصطلاحات میں مذکور ہے اسکا ثبوت نہیں ہے۔ (مشارق الانوار جلد 1 ص 150)۔

اسی کتاب میں قطب اور امامان اور اوتاد اور ابدال کا بھی ذکر کیا گیا ہے مگر غوث کے بارے میں خاص ذکر نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو اذا اراد الله عزوجل انزال بلاء اوامر شديد بلقاه ذلك القطب رضى الله تعالى عنه بالقبول والخوف' وان ظهر له ان ذلك الامر ثابت لا محو فيه ولا تبديل رفعه الى اقرب عدد و نسبة منه وهما الامامان۔۔۔۔الخ

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ آفت و بلا اور امر شدید کے نازل کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو یہی قطب اسکے استقبال کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ پھر دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیا فیصلہ کرتا ہے اگر وہ آفات الواح سے محو ہوجاتے ہیں تو ٹھیک ہے اگر وہ ثابت رہ جاتے ہیں تو پھر انکو قطب خود اپنے سر پر لیتا ہے اگر وہ چاہے تو اپنے ماتحت افراد کو تقسیم کردیتا ہے جسکو امامان کہتے ہیں۔ اسی طرح اگر آفات سماوی کو قطب اور اسکی جماعت اولیاء اپنے سر نہ لیں تو دنیا ایک لمحہ میں فنا ہوجائیگی۔ جیسے کہ قولِ خداوندی ہے ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذو فضل على العلمين۔

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے ذریعہ بعض لوگوں سے آفات بلیات کو دفع نفرماتا

تو البتہ زمین تباہ ہوجاتی لیکن اللہ تعالیٰ مالک فضل ہے اور اپنی مخلوق پر فضل فرماتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مخلوق سے بذریعہ اولیاء کرام بہت سے تباہ کن آفات ارضی و سماوی رفع دفع فرماتا ہے فللہ الحمد۔

ایک جگہ ارقام ہے و قال العلامۃ المنادی فی کتابہ التوقیف علی مھمات التعاریف "والامامان وزیران للقطب الغوث احدھما عن یمینہ و نظرۃ الٰی الملکوت والاخر عن یسارہ و نظرۃ الی الملک فیخلف القطب اذا مات و قال الامام ابن حجر فی فتاویہ الابدال وردت فی عدۃ اخبار و اماملقطب فواد فی بعض الاثار و اماالغوث لم یثبت و قال العلامۃ المنادی فی شرحہ الکبیر علی الجامع الصغیر قال محی الدین ابن العربی الاوتادالذین یحفظ اللہ بھم العالم اربعۃ و ھم اخص من الابدال والامامان اخص منھم والقطب اخص الجماعۃ۔ والابدال اربعون و قیل ثلاثون و قیل سبعۃ یتمکن من القطبیۃ الابعد ان یحصل معانی الحروف التافی اوائل الور مثل الم و نحوھا و اسم القطب فی کل زمان عبداللہ و ھو خلیفۃ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لحفظ العالم بالانیابۃ عن روح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ : علامہ مناوی فرماتے ہیں کہ دونوں امام قطب کے دونوں وزیر ہوتے ہیں ایک کی نظر ملکوت پر ہوتی ہے اور دوسرے کی نظر دنیاوی زمین مملکت پر۔ جب قطب وفات ہوتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک اسکی جگہ پر متعین ہوجاتا ہے۔ اور علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا ہے کہ ابدال کا ذکر کئی ایک احادیث میں آیا ہے۔ اور قطب کا ذکر صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم کے آثار میں موجود ہے اور غوث کا ذکر کہیں نہیں آیا اور علامہ مناوی نے شرح الکبیر میں فرمایا ہے محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اوتاد وہ ہیں جنکی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی حفاظت فرماتا ہے اور وہ چار ہیں۔ اور اوتاد کا درجہ ابدال سے اونچا ہے اور امامان کا درجہ اوتاد سے اعلیٰ ہے اور کہا کہ قطب تمام جماعت اولیاء کا پیشوا اور قائد ہے اور فرمایا کہ ابدال 40 ہیں اور بعض نے کہا کہ 30 ہیں اور بعض نے کہا کہ سات ہیں۔ اور عارف شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الیواقیت والجواہر میں فرمایا کہ اولیاء میں سب سے بڑا صحابہ کرام کے بعد قطب ہے پھر امامان ہیں پھر اوتاد ہیں پھر ابدال ہیں اور قطب کو اسوقت تک قطبیت نہیں ملتی جب تک قرآن کریم کی سورتوں کے اوائل میں جو حروف ہیں جیسے الم وغیرہ انکے معانی سے آگاہ نہوجائے اور درجہ قطب کا یہ ہے کہ

دنیاں و مافیہا اسکی نظر میں یوں ہوتی ہے جیسے ہتھیلی میں سرسوں اور قطب کا نام ہر زمانہ میں عبدا
ہوتا ہے (عبد تو بندہ کو کہتے ہیں اور اللہ لفظ کے بجائے اللہ کے کسی اور نام کی طرف بھی منسوب
ہوسکتا ہے جیسے عبدالغفور، عبدالرحیم، عبدالرحمن وغیرہ)۔ اور قطب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ہوتا ہے عالم کی حفاظت کیلئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح سے
فیض حاصل کرتا ہے۔

نوٹ : ان عبارات ظاہر ہوا کہ غوث جو مشہور ہے وہ گروہ اولیاء میں مستقل کوئی فر
نہیں ہے بلکہ امکان قوی یہی ہے کہ عوام میں قطب ہی غوث کے نام سے مشہور ہوا ہے اور یہ بھی
ثابت ہوا کہ اولیاء کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی حفاظت فرماتا ہے اور انکی برکات سے اپ
نعمتیں عطا فرماتا ہے اور کیوں نہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ گروہ ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ا
ان اولیاء اللہ ۔۔۔ الخ "خبردار اللہ تعالیٰ کے ولی یعنی دوست جو ہیں ان کے لئے کوئی خوف نہیں او
نہ کبھی غم سے دوچار ہونگے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے طفیل اہل دنیا پر کیوں نہ نعمتوں
نزول فرمائیگا بلکہ بہت سے اولیاء کرام کا اتنا بلند و ارفع مقام ہے کہ دنیا سے تشریف لے جانے کے
بعد بھی مخلوق خدا کی حاجت روائی فرماتے ہیں جیسا کہ مشارق الانوار میں مرقوم ہے صفحہ 3 پر ملاحظہ
فرمایں۔ "و قد نقل العارف الشعرانی عن بعض مشائخہ ان اللہ یوکل بقبر کل ولی ملکا یقضی
حوائج الزائرین و تارة یخرج الولی بنفسہ من القبر و یقضی الحاجة لان للاولیاء الا طلاق فی
البرزخ والسراح لارواحتم"۔

ترجمہ : عارف شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے نقل کیا ہے کہ خود قبر سے
نکل آتا ہے اور اپنے زائرین کے حاجات کو پورا کرتا ہے اور یہ اس لئے کہ اولیاء عالم برزخ میں
بالکل آزاد ہیں اور انکے ارواح جہاں چاہیں جاتے ہیں۔ اسی کتاب میں اسی صفحہ پر یہ روایت بھی
درج ہے۔ ملاحظہ فرماویں۔

"و نقل صاحب البدائع عن ابن الجوزی ان الخضر علیہ السلام کان یحضر مجلس فقہ
ابی حنیفة فی کل یوم وقت الصبح یتعلم من علم الشریعة فلما مات ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عن
سئال الخضر ربہ ان یرد الی ابی حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ روحہ فی قبرہ حتی یتم لہ علوم الشریعة
فکان یاتی کل یوم وقت الصبح علی عادتہ عند القبر یسمع منہ مسائل الفقہ و الشریعة بعد موتہ۔۔۔

لخ (مشارق الانوار جلد 1 صفحہ 147) لگ

ترجمہ : نقل کیا صاحب بدائع نے ابن جوزی سے کہ خضر علیہ السلام ہر روز صبح امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقیہہ کے درس میں حاضر ہوا کرتے تھے اور شریعت کے فقہی مسائل کو سیکھتے تھے یہاں تک کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وفات پاچکے تو خضر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ یا اللہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو اس کے جسم میں واپس کردیں تاکہ میری تعلیم تکمیل کو پونچے۔ اللہ تعالیٰ نے انکا سوال منظور فرمایا اسکے بعد خضر علیہ السلام ہر روز صبح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضر ہوتے اپنی سابقہ عادت کے مطابق اور مسائل فقہی ان سے سنتے انکی موت کے بعد۔

نوٹ : ان عبارات سے یہ ظاہر ہوا کہ مزارات اولیاء پر جانا شرعاً جائز ہے اور اسکے توسل سے اللہ تعالیٰ زائرین کے حاجات کو پورا فرماتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اولیاء اپنے زائرین سے آگاہ بھی ہوتے ہیں جبھی تو اسکے حوائج کو پورا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ ہمارے اولیاء کے مزارات پر جائیں اور انکی حاجت روائی کیلئے اللہ اپنے اولیاء کے مزارات پر اسی لئے تو فرشتے مقرر فرماتا ہے۔ پھر خضر علیہ السلام کی تعلیم حاصل کرنا، قبرِ امام اعظم سے، یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی مسائل اتنے پیارے ہیں کہ خضر علیہ السلام کی تکمیل تعلیم کیلئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو دوبارہ جسم میں لوٹاتے ہیں۔ اور آج وہ بھی مدعی اسلام ہیں جو کہتے ہیں کہ مذہب کے فقہی مسائل کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن اور حدیث کافی ہیں اور یہ بکواس بھی کرتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تو ہماری طرح انسان تھے۔ کاش امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ سے واقف ہوتے تو ایسی بکواس نہ کرتے۔ شعر۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　چشمکِ آفتاب را چہ گناہ

مندرجہ بالا عبارت کے بعد علامہ ابن حجر فرماتے ہیں علیہ اہل السنۃ والجماعۃ من الفقہاء والاصولین والمحدثین خلافاللمعتزلۃ۔

ترجمہ : مشارق الانوار کی عبارت کے بعد علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ " اسی پر قائم ہیں۔ اہلِ سنت اور علماء اصول اور فقہاء کرام اور محدثین حضرات سوائے معتزلہ کے " ۔ طوالت کی وجہ سے اختصار سے کام لیا ورنہ یہ مضمون بڑا وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کرنے والا

ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

آخر میں غوث قطب وغیرہ کے متعلق ارشاد الطالبین کی عبارت ملاحظہ فرماویں۔

"منقول است از حضرت شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہ بمریدان گفت کہ در ہر زمانہ چہار ہزار مردان غیب میباشند کہ از شریعت در افعال و اقوال یک ذرہ تجاوز نمیکنند۔ و در ہر زمانہ چہار صد ابدال میباشند و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ از ابدال بود و ابدال صاحب علم و مراتب میباشند و قیام زمین بایشان است و در ہر زمانہ چہل اوتاد میباشند و مراتب ایشان از ابدال اعلیٰ اسب و ایشان از ہر چیز خبردار میباشند و در ہر زمانہ چہار نقباء میباشند کہ در چہار کونہ دنیا باشند و در ہر زمانہ دو نفر نجیب میباشند و در ہر زمانہ یک نفر قطب میباشد و او جملہ ذرات دنیاوی راچوں خردلہ بکف دانا باشد۔ و در ہر زمانہ یک نفر غوث میباشد کہ از احوال ایں جملہ خبر میداند و ایشاں ازو خبر ندارند۔

ارشاد الطالبین ص 195 تصنیف حضرت اخوند درویزہ ننگرہاری نور اللہ مرقدہ۔

مزارش نزد ہزار خوانی مرجع خلائق است۔

ترجمہ : منقول ہے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ ہر زمانہ میں چار ہزار مردان غیب ہوتے ہیں جو شریعت سے ذرہ بھر تجاوز نہیں کرتے۔ اور ہر زمانہ میں چار سو ابدال ہوتے ہیں جو صاحب مراتب اور علم ہوتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ابدال تھے اور ہر زمانہ میں چالیس اوتاد ہوتے ہیں ان کا مرتبہ ابدال سے ارفع ہوتا ہے اور ہر چیز سے خبردار ہوتے ہیں اور ہر زمانہ میں چار نقباء ہوتے ہیں۔ دنیا کے چاروں کونوں میں ایک ایک ہوتا ہے۔ اور ہر زمانہ میں دو نجیب ہوتے ہیں۔ اور ہر زمانہ میں ایک قطب ہوتا ہے۔ دنیا کی ہر چیز اس کے سامنے ایسی ہوتی ہے جیسے ہتھیلی میں سرسوں کے دانے۔ اور ہر زمانہ میں ایک غوث ہوتا ہے جو ان تمام اولیاء سے باخبر رہتا ہے اور یہ سب اولیاء اُس سے بے خبر رہتے ہیں۔ (ارشاد الطالبین ص 195 تصنیف حضرت اخوند درویزہ ننگرہاری رحمۃ اللہ علیہ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صوفیائے کرام کے یہاں غوث کا وجود ضرور ہے اور وہ طبقہ اولیاء میں ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہوتا ہے۔ اور وہ تمام اولیاء پر نظر رکھے رہتا ہے اور تمام اولیاء اس سے واقف نہیں ہوتے۔ بعض کے نزدیک قطب اور غوث ایک ہی ذات کے دو نام ہیں اور قطب غوث پر اس لئے مشہور ہوا کہ وہ لوگوں کی فریاد رسی کرتا ہے جیسے گذشتہ عبارات سے ظاہر ہے۔ اللہ

بقیہ صفحہ 32 پر ملاحظہ فرمائیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

تفسیر القرآن الحسنیہ

(مدیرِ اعلیٰ)

فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ پھر آدم علیہ السلام نے اپنے رب کیطرف سے (بذریعہ
مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ الہام) چند کلمے حاصل کر لئے تو آدم علیہ السلام پر
فَتَابَ عَلَیْہِ اللہ تعالیٰ نے (رحمت کے ساتھ) کے ساتھ رجوع فرمایا۔
اِنَّہٗ ھُوَ بے شک شان یہ ہے کہ وہی (رب تعالیٰ) نہایت ہی
التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (37) توبہ قبول کرنے والا اور بہت ہی زیادہ مہربان ہے۔

لغت : تَلَقّٰی = واحد مذکر غائب ماضی کا صیغہ ہے۔ اس کا مصدر تَلَقِّیْ ہے۔ اُس نے پالیا، اس نے حاصل کرلیا، اس نے تلقین پائی۔ تَابَ = واحد مذکر غائب ماضی کا صیغہ ہے، تَوْبٌ، تَوْبَۃٌ مصدر ہے، اس نے توبہ کی، وہ پھر آیا، وہ گناہ سے باز آگیا، رجوع کیا۔ جب یہ "اِلٰی" کے ساتھ آئے تو اس کے معنی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور انابت کے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبردار ہونے کے معنی دیتا ہے اور جب یہ "عَلٰی" سے آئے تو اس کے معنی توبہ قبول کرنے اور رحمت کے ساتھ رجوع کرنے کے ہیں یعنی رب تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف نظرِ رحمت کے ساتھ رجوع فرماتا ہے اور یہاں پر رحمت کے ساتھ رجوع کرنے ہی کے معنی میں آیا ہے۔

تفسیر : جس وقت جناب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بسیرا کرنے کا حکم دیا گیا تو زمین پر تشریف آوری کے بعد آپ علیہ السلام کو اپنی فروگزاشت پر پریشانی لاحق تھی اور اس کی بخشش کی طلب آپ کے قلب میں بار بار اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہو رہی تھی۔ چنانچہ رب تعالیٰ نے جناب آدم علیہ السلام کے دل پر چند کلمات کا القا فرمایا۔ صاحبِ جلالین اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "الھمہ ایاھا" یعنی حضرت آدم علیہ السلام پر الہام فرمایا اور کلمات کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ "ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین" تھے۔ (1)۔

نیز علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مفسرین کرام نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ کلمات بھی ذکر کیے ہیں۔

"لا الہ الا انت سبحنک و بحمدک عملت سوء ظلمت نفسی فاغفرلی ذنوبی انک انت خیر الغافرین۔ لا الہ الا انت سبحنک و بحمدک عملت سوء و ظلمت نفسی ما رحمنی انک انت خیر الراحمین۔ لا الہ الا انت سبحنک و بحمدک عملت سوء و ظلمت نفسی فتب علی انک انت التواب الرحیم۔"

(کوئی بھی معبودِ برحق نہیں مگر تیری ہی ذات ہر نقص و عیب سے پاک ہے، حمد تیرے ہی لئے ہے۔ میں نے ناکردہ کام کیا ہے اور اپنے نفس پر زیادتی کی ہے۔ پس میرے گناہوں کو معاف فرما دے، بے شک تو ہی بہترین معاف فرمانے والا ہے۔ کوئی بھی معبودِ برحق نہیں مگر تیری ہی ذات ہر نقص و عیب سے پاک ہے، ہم تیرے ہی لئے ہیں، میں نے ناکردہ کام کیا اور اپنے نفس پر زیادتی کی، پس مجھ پر رحم فرما تو بہترین رحم فرمانے والا ہے۔ کوئی معبودِ برحق نہیں مگر تیری ہی ذات ہر نقص و عیب سے پاک ہے۔ ہم تیرے ہی لئے ہیں، میں نے ناکردہ کام کیا اور اپنے نفس پر زیادتی کی پس مجھ پر رحمت کے ساتھ رجوع فرما۔ بے شک تو ہی سب سے زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔)

علاوہ ازیں ابن منذر نے امیرالمومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، الکریم سے مندرجہ ذیل الفاظ زائد بیان کئے ہیں۔

"الھم انی اسئلک بجاہ محمد عبدک و کرامتہ علیک ان تغفرلی خطیئتی" (2)۔

یعنی حضرت آدم علیہ السلام مختلف کلمات کے ساتھ استغفار کرتے رہے اور آخر میں جناب شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے دعا کی تو بارگاہ الٰہی میں اسے شرف قبولیت عطا ہوا۔

اور اسی آئیہ کریمہ کی تفسیر میں فاضل جلیل حضرت صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں "طبرانی، حاکم، ابو نعیم و بیہقی نے حضرت علی

المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، الکریم سے مرفوعاً روایت کی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب ہوا تو آپ فکرِ توبہ میں حیران تھے۔ اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقت پیدائش میں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا کہ عرش پر لکھا ہے "لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" میں سمجھا تھا کہ بارگاہ الٰہی میں وہ رتبہ کسی کو میسر نہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اپنے نام اقدس کے ساتھ عرش پر مکتوب فرمایا۔ لہذا آپ نے اپنی دعا میں "ربنا ظلمنا ـــــ الایہ" کے ساتھ یہ عرض کیا "اسئلک بحق محمد ان تغفرلی" ابن منذر کی روایت میں یہ کلمے ہیں اللھم انی اسئلک بجاہ محمد عبدک وکرامتہ علیک ان تغفرلی خطیئتی یعنی یارب میں تم سے تیرے بندہ٤ خاص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاہ و مرتبت کے طفیل میں اور اس کرامت کے صدقہ میں جو انھیں تیرے دربار میں حاصل ہے، مغفرت چاہتا ہوں۔ یہ دُعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی۔

مسئلہ اس روایت سے ثابت ہے کہ مقبولانِ بارگاہ کے وسیلہ سے دعا بحق فلاں اور بجاہِ فلاں کہہ کر مانگنا جائز اور حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔" (3)۔

حواشی:

(1) تفسیر جلالین ص 10۔
(2) ملخصاً، جلال الدین سیوطی، تفسیرِ درمنثور، دارالمعرفۃ بیروت ج 1 ص 60۔
(3) کنزالایمان، تفسیر سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

انوارِ علی کرم اللہ وجہہ'

مدیرِ اعلیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث 33 : انباء نا علی (1) بن حشرم المروزی قال انباء نا عیسیٰ (2) عن الاعمش (3) عن عمرو (4) بن مرۃ عن ابی (5) البختری عن علی قَالَ بَعَثَنِی رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِلَی الْیَمَنِ فَقُلْتُ اَنَّکَ تَبْعَثُنِیْ اِلٰی قَوْمٍ اَسَنَّ مِنِّی فَکَیْفَ الْقَضَآءُ فِیْھِمْ فَقَالَ اِنَّ اللہَ سَیَھْدِیْ قَلْبَکَ وَ یُثَبِّتُ لِسَانَکَ قَالَ فَمَا تَعَایَیْتُ فِیْ حُکْمٍ بَعْدُ۔

ترجمہ : جنابِ علی کرم اللہ وجہہ' سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ایسے لوگوں کی طرف بھیج رہے ہیں جو عمر میں مجھ سے بڑے ہیں۔ پس میں ان میں کیسے فیصلہ کروں گا۔ تو ارشاد فرمایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تیرے دل کو ہدایت کرے گا۔ اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا۔ جنابِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ' الکریم فرماتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ بابرکت کے بعد کسی فیصلے کرنے میں میں عاجز نہیں ہوا۔

حل لغت : تعایَیتُ میں تھکا، میں عاجز ہوا، میں رکا۔ اس کا مصدر عیٌّ ہے۔ تھک جانا، رک جانا،

راہ نہ پانا، عاجز ہو جانا۔

تشریح : ارشاد ہے "کسی فیصلہ کرنے میں، میں عاجز نہیں ہوا" یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دُعا کی برکت سے میں کسی بھی جھگڑے کے فیصلہ کرنے میں کبھی پریشان اور مذبذب نہیں ہوا، کبھی کوئی تکلیف محسوس نہیں کی اور نہ ہی کبھی کسی ذہنی کش مکش میں مبتلا ہوا بلکہ نہایت ہی اطمینان اور آسانی کے ساتھ معاملہ کی تہہ تک پہنچ گیا اور حق و انصاف کا فیصلہ کیا"۔

اسماء الرجال حدیث 33 : (1) علی بن حشرم : علی بن حشرم بن عبدالرحمٰن بن عطاء بن ھلال بن ماھان بن عبداللہ المروزی ثقہ ہے اور طبقہ العاشرہ کے صغار سے ہے 257ھ یا اس کے بعد وفات پائی ۔ (تقریب ص 245). وی عن حفص بن غیاث و عیسیٰ بن یونس و الداوردی و الفضل بن موسیٰ---- و علی بن الحسین بن واقد و غیرھم و عنہ مسلم و الترمذی و النسائی و احمد بن عبدالرحمٰن بن بشار النسائی ---- و ابن الزھری البلخی و آخرون (تھذیب ج 7 ص 316)۔ (2)عیسیٰ : عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحاق السبیعی، اسرائیل کا بھائی ہے ۔ یہ کوفہ چھوڑ کر شام میں سکونت اختیار کی، ثقہ ہے۔ مامون ہے ۔ طبقہ الثامنہ سے ہے ۔ 187ھ یا 191ھ میں وفات پائی (تقریب ص 273) ۔ (3) الاعمش : ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث 32 ۔ 4 ۔ (4) عمرو بن مرہ : ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث 2 ۔ 4 ۔ (5) ابی البختری : ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث 32 ۔ 6 ۔ (6) علی (المرتضیٰ) : ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال 1 ۔ 6۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

سیر السلوک الی ملک الملوک

مدیرِ اعلیٰ

اور یہ بات بھی خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلے کہ سالک کے لئے چار امُور کا جاننا ضروری ہے۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز خارج نہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے، سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اور چہارم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے تمام کام بھلائی پر مبنی ہیں، چنانچہ جس شخص نے ان چار امور کی معرفت حاصل کی اور ان کی تصدیق کی تو اُس کے لئے حسد کرنے والوں کے مکر و فریب اور انسانوں و شیطانوں کی طرف سے کوئی خوف نہیں۔

پس اے بھائی آپ کے لئے لازمی ہے کہ آپ ان چار امور کو سچا جانیں اور ان کے معانی پر غور کریں۔ پس تحقیق اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کی تصدیق آپ کو رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور قبولیت کے یقین کے ساتھ اس سے مانگنے کی ہمت عطا کرتی ہے اور اس ڈھنگ پر طلب کرنے والے کو محروم نہیں لوٹایا جاتا۔ اور آپ کی یہ تصدیق کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا، سب مہربانوں سے زیادہ مہربان اور اس کے تمام افعال بھلائی پر مبنی ہیں۔ آپ کو توکل، رضا، شوق اور محبت وغیرہ پر ثابت قدم رکھنے میں مفید ثابت ہوتی ہے نیز مقاماتِ عالیہ، پسندیدہ احوال اور تیسرے مقام پر ترقی کے حصول کا باعث بنتا ہے اور انہی چار امور کی بدولت چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں مقام تک ترقی حاصل ہوتی ہے۔

اور یہ بھی جان لے کہ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عادتِ جاریہ ہے کہ طریقت میں دوسرے مقام سے تیسرے مقام کی طرف ترقی عارفِ مسلک کے ہاتھ میں ہوتی ہے یعنی عارف کے ذریعے ممکن ہوتی ہے۔ لیکن ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ اپنی اس عادتِ جاریہ کے خلاف بغیر شیخِ طریقت کے دوسرے مقام سے تیسرے مقام پر ایسے سالک کو ترقی سے ہمکنار کردے جو فہم و

فراست کا مالک ہو خصوصاً جب وہ اس کتاب کے مطالعے سے مستفید ہو کر اس پر عمل کرے جو کچھ کہ اس میں تحریر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے تمام ابواب میں سے ہر ایک باب آنے والے باب کے لئے مقدمے کی مانند ہے۔ پس جب سالک دوسرے باب میں تجویز کی گئی مذکورہ روحانی دواؤں پر عمل کرنا شروع کردے تو وہ تیسرے باب پر مشتمل مقام کی طرف ترقی پالے گا۔ اور یہ عمل جاری رکھے یہاں تک کہ اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے جو ساتواں مقام ہے جس کا ذکر دسویں باب میں ہے اور جہاں تک کہ تیسرے مقام سے چوتھے مقام تک ترقی کے حصول کا تعلق ہے تو وہ عارفِ مسلک کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ البتہ پانچویں، چھٹے اور ساتویں مقام پر ترقی پانے میں عارفِ مسلک کی مدد کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن ان مقامات تک پہنچنا سالک کی اپنی ہمت اور پیچھے ذکر کی گئی سات اشیاء کے ساتھ مجاہدہ کرنے پر موقوف ہے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے سیدھے راستے کی ہدایت فرماتا ہے۔

بقیہ صفحہ 25

تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنے اولیاء کی محبت برقرار رکھے اور اولیاء سے محبت اللہ سے محبت ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر 1 کی ابتداء میں فرماتے ہیں "ولا یمکن النجات بدون اتباع ھٰؤلاء الاکابر"۔

ترجمہ: فلاح و نجات دارین حضراتِ اکابرین اولیاء صلحاء و علماء کی تابعداری کے بغیر ممکن نہیں۔

ہذا ما عندی من الکتاب

واللہ اعلم بالصواب